بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایصال ثواب بالقرآن

از افادت: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

اہل السنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ بدنی عبادات (مثلاً نوافل، حج، قربانی، تلاوتِ قرآن وغیرہ) اور مالی عبادات (مثلاً صدقہ و خیرات) کا ایصال ثواب جائز ہے۔ تصریحات فقہاء ملاحظہ ہوں:

1: علامہ علاء الدین کاسانی (م587ھ) لکھتے ہیں:

فإن من صَامَ أو صلى أو تَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَهُ لِغَيْرِهِ من الْأَمْوَاتِ أو الْأَحْيَاءِ جَازَ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا إلَيْهِمْ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ---- وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْمُسْلِمِينَ من لَدُنْ رسول اللَّهِ صلى اللَّهُ عليه وسلم إلَى يَوْمِنَا هذا من زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عليها وَالتَّكْفِينِ وَالصَّدَقَاتِ وَالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَجَعْلِ ثَوَابِهَا لِلْأَمْوَاتِ

(بدائع الصنائع: ج2ص فصل نبات الحرم)

ترجمہ: اگر کسی نے روزہ رکھا، نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب کسی مردہ یا زندہ کو پہنچایا تو یہ جائز ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں ان اعمال کا ثواب دوسروں کو پہنچتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اب مسلمانوں کا انہی کاموں پر عمل رہا ہے کہ قبروں کی زیارت کرتے ہیں، وہاں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، مردوں کو کفن دیتے ہیں، صدقات کرتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور ان تمام کاموں کا ثواب مردوں کو بخشتے ہیں۔

2: ملا علی قاری (م1014ھ) فرماتے ہیں:

وقال علماؤنا الأصل فی الحج عن الغير أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره من الأموات والأحياء حجا أو صلاة أو صوما أو صدقة أو غيرها كتلاوة القرآن والأذكار فإذا فعل شيئا من هذا وجعل ثوابه لغيره جاز ويصل إليه عند أهل السنة والجماعة

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج ص باب الملاحم)

ترجمہ: ہمارے علماء کہتے ہیں کہ دوسرے کی طرف سے حج (کے جائز ہونے) کی بنیاد یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب مردوں یا زندوں کو پہنچائے چاہے وہ عمل حج ہو، نماز ہو، روزہ ہو، صدقہ ہو یا اس کے علاوہ ہو مثلاً تلاوتِ قرآن، ذکر واذکار وغیرہ۔ اگر بندہ ان اعمال میں سے کوئی عمل کرے اور اس کا ثواب دوسرے کو بھیجے تو یہ جائز ہے اور اہل السنت والجماعت کے ہاں اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

3: فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

الْأَصْلُ فی هذا الْبَابِ أَنَّ الْإِنْسَانَ له أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً كان أو صَوْمًا أو صَدَقَةً أو غَيْرَهَا كَالْحَجِّ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالْأَذْكَارِ وَزِيَارَةِ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ عليهم الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالشُّهَدَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَتَكْفِينِ الْمَوْتَى وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْبِرِّ كَذَا فی غَايَةِ السُّرُوجِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ

(فتاویٰ العالمکیریہ: ج ص کتاب المناسک- الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر)

ترجمہ: اس باب (یعنی حج) میں اصل یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے چاہے وہ عمل نماز ہو، روزہ ہو، صدقہ ہو یا اس جیسا کوئی دوسرا عمل جیسے حج، تلاوت قرآن، ذکر واذکار، انبیاء علیہم السلام، شہداء اور صالحین کی قبور کی زیارت، مردوں کو کفن دینا، نیز ہر قسم کی نیکی کا

یہی حکم ہے۔ یہ تفصیل ہدایہ کی شرح الغایۃ للسروجی میں ہے۔

4: علامہ ابن تیمیہ الحنبلی (م 728ھ) سے اس بارے میں سوال ہوا، سوال جواب پیش خدمت ہے:

سُئِلَ: عَنْ قِرَاءَةِ أَهْلِ الْمَيِّتِ تَصِلُ إلَيْهِ؟ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّحْمِيدُ، وَالتَّهْلِيلُ وَالتَّكْبِيرُ، إذَا أَهْدَاهُ إلَى الْمَيِّتِ يَصِلُ إلَيْهِ ثَوَابُهَا أَمْ لَا؟

الْجَوَابُ: يَصِلُ إلَى الْمَيِّتِ قِرَاءَةُ أَهْلِهِ، وَتَسْبِيحُهُمْ، وَتَكْبِيرُهُمْ، وَسَائِرُ ذِكْرِهِمْ لِلَّهِ تَعَالَى، إذَا أَهْدَوْهُ إلَى الْمَيِّتِ، وَصَلَ إلَيْهِ، وَاَللَّهُ أَعْلَمُ.

(الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیۃ: ج 3 ص 38 کتاب الجنائز- رقم المسئلۃ 26)

ترجمہ: آپ سے سوال کیا گیا کہ اہلِ میت اگر قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخشیں تو کیا یہ ثواب میت کو پہنچے گا؟ اس طرح سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر پڑھ کر میت کو ثواب بھیجیں تو کیا اس کا ثواب میت کو پہنچے گا یا نہیں؟

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اہل میت تلاوت قرآن، تسبیح، تکبیر اور سارے ذکر واذکار کا ثواب میت کو ہدیہ کریں تو ضرور پہنچتا ہے۔

5: علامہ قرطبی مالکی (م 671ھ) لکھتے ہیں:

وانه يصل الى الميت ثواب مايقرء ويدعىٰ ويستغفر له ويتصدق عليه

(التذکرۃ فی احوال الموتیٰ وامور الآخرۃ: ص 101 باب ماجاء فی قراۃ القرآن عند القبر حالۃ الدفن وبعدہ)

ترجمہ: بے شک میت کے لیے جو قرآن پڑھا جائے، جو دعا کی جائے، اس کے لیے استغفار کیا جائے اور اس کے لیے صدقہ کیا جائے تو ان چیزوں کا ثواب اس کو پہنچتا ہے۔

مذہب شوافع کی تحقیق:

شوافع کا مشہور موقف ایصال ثواب کے بارے میں یہ سامنے آیا ہے کہ مالی عبادات کا ایصال ثواب تو جائز ہے لیکن بدنی عبادات کا ایصال ثواب جائز نہیں، لیکن حضرات شوافع کی عبارات میں غور کرنے معلوم ہوتا ہے کہ بعض شوافع کے ہاں بدنی عبادات کا ایصال ثواب بشمول تلاوتِ قرآن جائز ہے اور جن حضرات کی عبارات سے منع معلوم ہوتا ہے دیگر حضرات محققین نے ان کا صحیح محمل ومطلب بیان کیا ہے۔ چند تصریحات پیش خدمت ہیں:

1: علامہ ابو بکر البیہقی (م 458ھ) امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد ہیں لیکن بدنی عبادات کے ایصال ثواب میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے اختلاف کرتے ہیں اور مالی عبادات کی طرح بدنی عبادات کا ثواب بھی مانا ہے۔ چنانچہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وقال البيهقي في الخلافيات هذه المسألة ثابتة لا أعلم خلافا بين أهل الحديث في صحتها فوجب العمل بها ثم ساق بسنده إلى الشافعي قال كل ما قلت وصح عن النبي صلى الله عليه وسلم خلافه فخذوا بالحديث ولا تقلدوني

(فتح الباری: ج ص- کتاب الصوم- باب من مات وعلیہ صوم)

ترجمہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الخلافیات" میں کہا ہے کہ "یہ (بدنی عبادات کے ایصال ثواب کا) مسئلہ ثابت ہے اور میں نہیں جانتا کہ محدثین سے درمیان اس میں کوئی اختلاف ہو اس لیے اسی کے مطابق عمل واجب ہے۔" پھر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر میں کوئی بات کہوں اور اس کے خلاف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت ہو جائے تو حدیث پر عمل کرو اور میری رائے کی تقلید نہ کرو۔

2: علامہ سیوطی (م 911ھ) شافعی المذہب ہیں لیکن ان کا رجحان بھی بدنی عبادات بشمول تلاوتِ قرآن کے جواز کی طرف ہے:

إختلف فی وصول ثواب القراءة للمیت فجمهور السلف والأئمة الثلاثة علی الوصول وخالف فی ذلك إمامنا الشافعی مستدلا بقوله تعالی {وأن لیس للإنسان إلا ما سعی} وأجاب الأولون عن الآیة بأوجه--- واستدلوا علی الوصول بالقیاس علی ما تقدم من الدعاء والصدقة والصوم والحج والعتق فإنه لا فرق فی نقل الثواب بین أن یکون عن حج أو صدقة أو وقف أو دعاء أو قراءة وبالأحادیث الآتی ذکرها وهی وإن کانت ضعیفة فمجموعها یدل علی أن لذلك أصلا وبأن المسلمین ما زالوا فی کل عصر یجتمعون ویقرؤون لموتاهم من غیر نکیر فکان ذلك إجماعا۔

(شرح الصدور: ص باب فی قراءۃ القرآن للمیت او علی القبر)

ترجمہ: میت کو تلاوت قرآن کے ثواب پہنچنے کے بارے میں اختلاف ہے، جمہور سلف اور تینوں ائمہ کا موقف یہ ہے کہ ثواب پہنچتا ہے اور ہمارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کے مخالف ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ آیت ہے ﴿لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰی﴾ پہلے موقف والوں نے اس کے کئی جواب دیے ہیں (امام سیوطی نے اس کے پانچ جوابات نقل کیے ہیں، پھر لکھتے ہیں:) جمہور سلف اور تینوں ائمہ نے میت کو تلاوت کا ثواب پہنچنے کے بارے میں ان چیزوں پر قیاس کے ذریعہ استدلال کیا ہے جو ما قبل میں ذکر کی گئی ہیں یعنی دعا، صدقہ، روزہ، حج اور غلام کو آزاد کرنا کیونکہ ثواب منتقل ہونے میں تو کوئی فرق نہیں چاہے وہ حج کا ثواب ہو، صدقہ کا ہو، وقف کا ہو، دعا کا ہو یا قرآن کی تلاوت کا ہو۔ نیز ان حضرات نے ان احادیث سے بھی استدلال کیا ہے جن کا تذکرہ آگے آتا ہے۔ یہ احادیث اگر سند کے اعتبار سے ضعیف بھی ہوں لیکن ان کے مجموعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کی کچھ بنیاد ضرور ہے۔ نیز ان حضرات نے اس بات سے بھی استدلال کیا ہے کہ ہر زمانے میں مسلمان اپنے مردوں کے لیے قرآن مجید پڑھتے چلے آئے ہیں اور اس پر کوئی نکیر نہیں کی جاتی پس اس پر مسلمانوں کا اجماع ہو گیا۔

3: علامہ ابو یحیٰ زکریا بن محمد بن احمد الانصاری شافعی لکھتے ہیں:

أما القراءة فقال النووی فی شرح مسلم المشهور من مذهب الشافعی أنه لا یصل ثوابها إلی المیت وقال بعض أصحابنا یصل وذهب جماعات من العلماء إلی أنه یصل إلیه ثواب جمیع العبادات من صلاة وصوم وقراءة وغیرها وما قاله من مشهور المذهب محمول علی ما إذا قرأ لا بحضرة المیت ولم ینو ثواب قراءته له أو نواه ولم یدع بل قال السبکی الذی دل علیه الخبر بالاستنباط أن بعض القرآن إذا قصد به نفع المیت نفعه

(فتح الوہاب بشرح منہج الطلاب: ج2 ص31 فصل فی الرجوع عن الوصیۃ)

ترجمہ: قراءتِ قرآن کے ایصال ثواب کے بارے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ میت کو قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب نہیں پہنچتا اور ہمارے بعض حضرات نے کہا ہے کہ میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ بہت سے علماء اس نظریہ کے قائل ہیں کہ میت کو تمام عبادات کا ثواب پہنچتا ہے چاہے وہ عبادت نماز ہو، روزہ ہو، قرآن مجید کی تلاوت ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور عبادت ہو۔ امام شافعی کا جو مشہور نظریہ ہے (کہ قراۃ قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا) یہ اس صورت کا ساتھ خاص ہے کہ جب قرآن میت کی غیر موجودگی میں پڑھا جائے اور اس تلاوت سے میت کو ثواب پہنچانے کی نیت نہ کی جائے یا نیت تو کی جائے مگر میت کو ثواب پہنچنے کی دعا نہ کی جائے۔ بلکہ امام سبکی شافعی نے تو یہ فرمایا ہے کہ حدیث سے استنباط کرتے ہوئے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھ کر جب میت کو نفع پہنچانے کا ارادہ کیا جائے تو اس کو نفع پہنچتا ہے۔

4: امام ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن الطرابلسی مالکی (م954ھ) فرماتے ہیں:

فقال المشهور من مذهب الشافعی أن ثواب القراءة لا یصل إلی المیت قال وهو محمول علی ما إذا نوی القاریء بقراءته أن تکون عن المیت وأما النفع فینتفع المیت بأن یدعو له عقبها أو یسأل جعل أجره له أو یطلق علی المختار عند النووی وغیره لنزول الرحمة علی القاریء ثم تنتشر۔ (مواہب الجلیل لشرح مختصر الخلیل: ج3 ص521 باب فی احکام الحج)

ترجمہ: امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور نظریہ تو یہی ہے کہ میت کو تلاوت قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا نظریہ اس صورت کے ساتھ خاص ہے کہ جب قراءت کرنے والا اپنی قراءت سے یہ نیت کرے کہ یہ میت کی طرف سے ہو جائے۔ جہاں تک نفع اور ثواب کا تعلق ہے تو میت کو قراءت سے نفع ہوتا ہے، اگر وہ قراءت کے بعد میت کے لیے دعا کرے یا اس کا ثواب میت کے لیے ہونے کی دعا کرے یا کچھ بھی دعا نہ کرے۔ امام نووی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات کے نزدیک اس صورت (یعنی دعا نہ کرنے کی صورت) میں بھی ثواب پہنچ جاتا ہے کیونکہ تلاوت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت نازل ہوتی ہے پھر وہ پھیل جاتی ہے (یہاں تک کہ اس کا نفع میت کو پہنچ جاتا ہے)

غیر مقلدین کا موقف:

غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ تلاوت قرآن مجید کا ایصال ثواب کرنا درست نہیں، میت کو اس کا ثواب نہیں پہنچتا۔

حافظ صلاح الدین یوسف "وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت سے ان علماء کا استدلال صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا، اس لیے کہ یہ مردہ کا عمل ہے نہ اس کی محنت۔"

(تفسیر احسن البیان ص 691)

حافظ عبد الستار الحماد لکھتے ہیں:

"صحیح مؤقف یہی ہے کہ قرآن پڑھنے کا میت کو ثواب نہیں پہنچتا۔"

(فتاویٰ اصحاب الحدیث: ج1 ص175)

دلائل اہل السنت والجماعت

دلیل نمبر 1: عمومِ روایات

1: عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة إلا من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له

(صحیح مسلم ج2 ص41)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین عمل صدقہ جاریہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے

2: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أن مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته علما علمه ونشره وولدا صالحا تركه. ومصحفا ورثه أو مسجدا بناه أو بيتا لابن السبيل بناه أو نهرا أجراه أو صدقة أخرجها من ماله في صحته وحياته. يلحقه من بعد موته

(سنن ابن ماجہ ص 22)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کے بعد مومن کو جو اعمال اور نیکیاں ملتی ہیں وہ یہ ہیں۔ علم جو سیکھا پھر اس کی اشاعت کی یا نیک بیٹا چھوڑ گیا یا قرآن پاک وراثت میں چھوڑا یا مسجد کی تعمیر کی یا مسافر خانہ بنایا یا نہر کھدوائی یا وہ صدقہ جو اپنے مال سے تندرستی اور زندگی میں نکالا، ان کا ثواب موت کے بعد بھی ان کو پہنچتا ہے۔

3: عن جرير بن عبد الله قال:--- قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن في الإسلام سنة حسنة فعمل بها بعده

کتب له مثل أجر من عمل بها ولا ینقص من أجورهم شیء ومن سن فی الإسلام سنة سیئة فعمل بها بعده کتب علیه مثل وزر من عمل بها ولا ینقص من أوزارهم شیء

(صحیح مسلم ج2ص341)

ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رسم ڈالی اسلام میں اچھی اس کا اس کو اجر ملے گا اور جو لوگ بعد میں اس پر عمل کریں گے ان کا بھی اس کو اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہو گی اور جس نے اسلام میں کوئی بد رسم جاری کی اس کو اس کا بھی گناہ ہو گا اور جتنے لوگ اس کے بعد اس بد رسم پر عمل کریں گے ان کا بھی اس کو گناہ ہو گا اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہو گی۔

4: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ

(صحیح البخاری ج1ص386: صحیح مسلم ج1ص324)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس کی والدہ اچانک فوت ہو گئی اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو صدقہ کرتی اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ فرمایا ہاں۔

5: عن أبی هریرة: أن رجلا قال للنبی صلی الله علیه وسلم إن أبی مات وترك مالا ولم یوص فهل یکفر عنه أن أتصدق عنه قال نعم

(صحیح مسلم ج2ص41)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، بے شک میرے والد فوت ہو گئے اور مال چھوڑا اور وصیت نہیں فرمائی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کو کفایت کرے گا؟ فرمایا ہاں۔

6: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِينَ بَدَنَةً وَأَنَّ عَمْرًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا أَبُوكَ فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيدِ فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهُ ذَلِكَ

(مسند احمد: رقم الحدیث 6704)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ عاص بن وائل نے زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔ اس کے بیٹے ہشام نے باپ کی طرف سے 55 اونٹ ذبح کیے، عمرو رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ان کا کیا ہو گا؟ فرمایا، تیرا باپ توحید کا اقرار کرتا اور تو روزہ رکھ کر یا صدقہ کر کے ثواب پہنچاتا تو اس کو اس سے فائدہ ہوتا۔

استدلال:

ان روایات کا حاصل یہ ہے کہ انسان کا صدقہ جاریہ، نشرِ علم کا ثواب پہنچتا ہے اور کسی کے لیے دعا کرنا، کسی کی جانب سے صدقہ کرنا وغیرہ کا ایصال ثواب بھی جائز اور ثواب کا پہنچنا بھی برحق ہے۔ ایصال ثواب کی اصل بھی یہی ہے کہ یہ ثواب ہدیہ کرنے والی کی ملک ہوتا ہے وہ جس کو چاہے ہدیہ کر سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ مذکورہ چیزوں کا ایصال ثواب تو جائز ہو لیکن قراءتِ قرآن کا ایصال ثواب کرنا جائز نہ ہو، بلکہ عمومِ روایات کا تقاضا یہی ہے کہ قراءتِ قرآن کا ایصال ثواب جائز ہے۔ یہی موقف ان عبارات سے ظاہر ہوتا ہے۔ علامہ ابن القیم فرماتے ہیں:

وسر المسألة أن الثواب ملك العامل فإذا تبرع به وأهداه إلى أخیه المسلم أوصله الله إلیه فما الذی خص من هذا

ثواب قراءة القرآن وجر على العبد أن يوصله إلى أخيه وهذا عمل سائر الناس حتى المنكرين في سائر الإعصار والأمصار من غير نكير من العلماء

(کتاب الروح: ص فصل فان قیل فہل تشترطون فی وصول الثواب ان یہدیہ بلفظہ ام یکفی)

ترجمہ: اس مسئلہ کا راز یہ ہے کہ ثواب عمل کرنے والے کی ملکیت ہے۔ لہذا جب وہ اس کو اپنے مسلمان بھائی کے لیے تبرع اور ہدیہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ ثواب اس کو پہنچا دیتے ہیں۔ تو وہ کون سی چیز ہے کہ قرآن مجید کی قراءت کے ثواب کو اس اصول و قاعدہ سے خاص کیا جائے اور مومن بندہ پر اس چیز کی رکاوٹ ڈالی جائے کہ وہ اس کے ذریعے سے اپنے مسلمان بھائی کو ایصال ثواب نہیں کر سکتا۔ اس پر تو تمام لوگوں کا حتیٰ کہ خود منکرین کا بھی ہر زمانہ، علاقہ اور شہر میں علماء کی نکیر کے بغیر عمل ہوتا رہا ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

و في مسند أبي داود الطيالسي : فوضع على أحدهما نصفاً و على الآخر نصفاً و قال : إنه يهون عليهما ما دام فيهما من بلوتهما شيء، قالوا : و يستفاد من هذا غرس الأشجار و قراءة القرآن على القبور و إذا خفف عنهم بالأشجار، فكيف بقراءة الرجل المؤمن القرآن.

(التذکرۃ للقرطبی: ص101)

ترجمہ: مسند ابی داؤد الطیالسی میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ کا ایک حصہ ایک قبر پر اور ایک حصہ دوسری قبر پر رکھا اور فرمایا: ان شاخوں میں جب تک تری موجود رہے گی ان کی وجہ سے ان مردوں پر عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے قبروں پر درخت لگانے اور قرآن کی تلاوت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ جب درختوں کے ذریعے عذاب میں تخفیف ہو سکتی ہے تو مومن کے قرآن پڑھنے سے کیوں نہیں ہو سکتی؟!

دلیل نمبر2:

عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابيه قال قال ابي اللجلاج ابو خالد يا بني إذا مت فالحد لي لحدا فإذا وضعتني في لحدي فقل : بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه و سلم ثم سن التراب على سنا ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول ذلك.

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج ص رقم الحدیث)

ترجمہ: علاء بن اللجلاج کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیت کرتے ہوئے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے لیے لحد بناؤ اور جس وقت مجھے لحد میں رکھو تو "بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه و سلم" کہو، پھر مجھ پر مٹی ڈال دو اور اس کے بعد میرے سر کی جانب سورۃ بقرۃ کا ابتدائی اور آخر پڑھو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہتے ہوئے سنا ہے۔

تصحیح حدیث:

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:

رواه الطبراني في الكبير ورجاله موثقون

(مجمع الزوائد: ج3 ص44- باب مایقول عند ادخال المیت القبر)

کہ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

استدلال:

مردے کے سرہانے قرآن کی تلاوت کا مردے کو فائدہ ہوتا ہے، اسی لیے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر سورت بقرہ

کی آیات کی تلاوت کی وصیت فرمائی اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کیا۔

دلیل نمبر 3:

حدثنا أبو شعيب الحرانی ثنا يحيى بن عبد الله البابلتی ثنا أيوب بن نهيك قال سمعت عطاء بن أبي رباح يقول سمعت ابن عمر: يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: (إذا مات أحدكم فلا تحبسوه وأسرعوا به إلى قبره وليقرأ عند رأسه بفاتحة الكتاب وعند رجليه بخاتمة البقرة في قبره)

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج12 ص444 رقم الحدیث 13613، شعب الایمان للبیہقی: ج ص فصل فی زیارۃ القبور)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اسے روک کے مت رکھو بلکہ جلدی سے اسے قبرستان لے جا کر تدفین کرو اور اس کے سرہانے کی جانب سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کی جانب آخری آیات تلاوت کرو۔

تصحیح روایت:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

أخرجه الطبرانی بإسناد حسن

(فتح الباری: ج ص باب السرعۃ بالجنازۃ)

کہ امام طبرانی نے اس کو سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

دلیل نمبر 4:

روى الامام الحافظ المحدث ابن ابی شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ، عَنِ الْمُجَالِدِ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ : كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَقْرَؤُونَ عِنْدَ الْمَيِّتِ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص12 باب رقم الحدیث)

ترجمہ: انصار فوت شدہ شخص کے قریب سورۃ البقرۃ پڑھا کرتے تھے۔

تصحیح الحدیث:

اس روایت کے رواۃ کی توثیق پیشِ خدمت ہے:

1: حفص بن غياث: ثقة مامون فقيه (طبقات الحفاظ: ج ص رقم الترجمۃ)

2: مجالد بن سعيد: العلامة المحدث... ويدرج في عداد صغار التابعين قال النسائي: ثقة وقال مرة: ليس بالقوی

(سیر اعلام النبلاء: ج6 ص284)

3: عامر بن شراحيل الشعبي: كان والله كبير العلم، عظيم الحلم، قديم السلم، من الاسلام بمكان، ثقة

(تہذیب التہذیب: ج3 ص340، ص341)

لہٰذا اس کی روایت حسن درجہ کی ہے۔

دلیل نمبر 5:

عن علی بن أبی طالب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم «من مر على المقابر وقرأ قل هو الله أحد إحدى عشرة مرة، ثم وهب أجره للأموات أعطى من الأجر بعدد الأموات»

(فضائل سورۃ الإخلاص للحسن الخلال: ص54، کنز العمال: ج15، ص655)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص قبرستان سے گزرے اور 11 مرتبہ "قل ھو اللہ احد" پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے اسے بھی مردوں کی تعداد کے برابر ثواب دیا جائیگا۔

دلیل نمبر 6:

وَخَتَمَ ابْنُ السِّرَاجِ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ عَشَرَةِ آلَافِ خَتْمَةٍ.

(ردالمحتار لابن عابدین: ج3 ص152)

ترجمہ: ابن السراج رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دس ہزار مرتبہ قرآن ختم فرمائے۔

ایصال ثواب غیر مقلد علماء کی نظر میں:

فرقہ اہلحدیث کے وہ علماء جن پر ان کے مذہب کی بنیاد ہے جیسے مثلاً قاضی شوکانی، ابن النحوی، محمد بن اسماعیل امیر، ثناء اللہ امرتسری وغیرہ سب اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ ایصال ثواب بالقرآن جائز اور درست ہے اور اس کا انکار کرنا شریعت کے مقصد کے خلاف ہے۔

1: مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری:

لکھتے ہیں:

" ھو الموفق: متاخرین علمائے اہل حدیث میں سے محمد بن اسماعیل نے "سبل السلام" میں مسلک حنفیہ کو ارجح بتایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قرآتِ قرآن اور تمام عباداتِ بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچنا از روئے دلیل کے زیادہ قوی ہے اور علامہ شوکانی نے بھی "نیل الاوطار" میں اسی کو حق کہا ہے مگر اولاد کے ساتھ خاص کیا یعنی یہ کہا ہے کہ اولاد اپنے والدین کے لیے قراتِ قرآن یا کسی عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیونکہ اولاد کا تمام عمل خیر مالی ہو یا بدنی اور بدنی میں قرات قرآن ہو یا نماز یا روزہ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص533)

امرتسری صاحب اس کے آخر میں اپنی تحقیق پیش یوں پیش کرتے ہیں:

" قرآتِ قرآن سے ایصال ثواب کے متعلق بعد تحقیق یہی فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کر کے ثواب میت کو بخشے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے بشرطیکہ پڑھنے والا خود بغرضِ ثواب بغیر کسی رسم ورواج کی پابندی کے پڑھے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص536)

2: قاضی محمد بن علی شوکانی:

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

لحديث : (اقرؤوا على موتاكم يس) وقد تقدم وبالدعاء من الولد لحديث : (أو ولد صالح يدعو له) ومن غيره لحديث : (استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبيت فإنه الآن يسئل) وقد تقدم . ولحديث : (فضل الدعاء للأخ بظهر الغيب) ولقوله تعالى { والذين جاؤوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان } ولما ثبت من الدعاء للميت عند الزيارة كحديث بريدة عند مسلم وأحمد وابن ماجه قال : (كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعلمهم إذا خرجوا إلى المقابر أن يقولوا قائلهم السلام عليكم أهل الديار من المؤمنين والمسلمين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون نسأل الله لنا ولكم العافية) وبجميع ما يفعله الولد لوالديه من أعمال البر لحديث : (ولد الإنسان من سعيه)

(نیل الاوطار للشوکانی: ج ص)

کہ سورۃ یٰسین کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی طرف سے بھی، اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں پر سورۃ یٰسین پڑھا کرو، اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد کرے یا کوئی اور، یہ بھی حدیث سے ثابت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو اور ثبات قدمی کی دعا کرو، اور باری تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر "والذین جاؤوامن بعدھم" اور جو کارِ خیر اپنے والدین کے لیے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی (محنت) سے ہے۔

3:علامہ ابن النحوی

شرح المنہاج میں لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک مشہور قول پر قرآت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ سے قرآتِ قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے، (یعنی یہ کہے یا اللہ اس قرآت کا ثواب فلاں میت کو تو پہنچا دے) اور اس طرح پر قرآت کا ثواب پہنچنے کا جزم (یقین) کرنا لائق ہے اس واسطے کو یہ دعا ہے پس جب کہ میت کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے تو اس کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہو گا جو آدمی کے اختیار میں ہے اور یہ بات ظاہر ہے دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے، نزدیک ہو خواہ دور اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص535، فتاویٰ نذیریہ ج1 ص441 تا444)

منکرین کے شبہات کا جائزہ:

شبہہ نمبر1:

منکرین ایصال ثواب بالقرآن اس آیت: ﴿وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾ کو اپنے دعویٰ پر دلیل سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حافظ صلاح الدین یوسف اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت سے ان علماء کا استدلال صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا، اس لیے کہ یہ مردہ کا عمل ہے نہ اس کی محنت۔"

(تفسیر احسن البیان ص691)

ازالہ:

یہ استدلال باطل ہے۔ اس لیے کہ اگر یہی موقف اختیار کیا جائے کہ جو چیز مردہ کا عمل ہو نہ اس کی محنت تو اس کا ثواب مردہ کو نہیں پہنچتا تو اس کی رو سے تو میت کے لیے استغفار، نمازِ جنازہ، صدقاتِ نافلہ وغیرہ کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ یہ امور بھی میت کے اعمال ہیں نہ اس کی محنت جبکہ فریق مخالف خود ان کا قائل ہے۔ اس لیے اس آیت کا یہ مطلب نہیں جو کہ منکرین نے سمجھا ہے۔

علماء کرام نے اس کے کئی مطالب بیان کیے ہیں۔

1: آیت میں "سعی" سے مراد "سعی ایمانی" ہے یعنی کسی کا ایمان دوسرے کو ایمان کی جگہ فائدہ نہیں سے گا۔

2: حافظ ابن صلاح فرماتے ہیں:

لا حق له و لا جزاه الا فيما سعیٰ و لا يدخل فيه ما يتبرع به الغير من قراءة او دعاء و انه لا حق له فی ذلك و لا مجازاة و انما اعطا الغير تبرعاً

(تکملۃ فتح الملہم: ج3 ص115 ص116)

کہ آدمی کا حق اور جزاء اسی کام میں ہے جو اس نے سعی کی ہے، دوسرا آدمی جو اس کو قراءت یا دعا کا ثواب تبرعاً دیتا ہے اصلاً تو اس بندے کا اس میں

حق نہیں بلکہ یہ اس کی طرف سے تبرع ہے۔

حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ اصلاً غیر کا اس کے عمل میں تو حق نہیں ہے لیکن جب غیر اس کو اپنا حق تبرعاً دے دے تو اب اس کو اس سعی کا اجر ملے گا۔[وجوباًاور تفضلاً کی اصطلاح سے یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے]

شبہہ نمبر2:

ایصال ثواب بالقرآن کا دستور دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہیں تھا۔ اگر یہ جائز ہوتا تو صحابہ تو اس کو ضرور کرتے۔

ازالہ:

اولاً۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں فوت شدہ افراد کے لیے صدقہ، خیرات، قربانی، غلام آزاد کرنے، اس کی طرف سے حج کرنے، عمرہ کرنے وغیرہ کے کئی واقعات ثابت ہیں اور مسئلہ کے ثبوت کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

ثانیاً۔۔۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں دو قسم کے کام تھے۔

1: جن میں اعلان، اظہار اور تداعی مطلوب ہو مثلاً باجماعت نماز، رمضان کے روزے، حج، عمرہ، قربانی وغیرہ۔ ان کا اظہار اولیٰ ہوتا ہے۔

2: جن میں اخفاء و پوشیدگی افضل ہوتی ہے جیسے غرباء کی امداد، کسی کی خیر خواہی چاہنا، یتیموں کی خبر گیری کرنا، بیواوں کا خیال رکھنا۔ ان امور میں اخفاء بہتر اور اظہار نہ کرنا اولیٰ ہوتا ہے۔

ایصال ثواب کا مسئلہ قسم ثانی میں سے ہے۔ تو اس کے تقاضے کے مطابق یہ امور مخفی ہوتے تھے ہاں البتہ اس باب کے چند متفرق واقعات اس لیے منقول ہوئے کہ کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صدقہ کے بارے میں کوئی بات پوچھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادی یا اس کے بیان کا کوئی محرک پیش آیا اور بیان کر دیا گیا۔ اس لیے ایسے واقعات زیادہ منقول نہیں۔